

کیا عورت ماروں کی امام بن سکتی ہے؟

محترم ڈاکٹر محمد حمید اللہ (بیرس)

ایک خادم علم اور طالب علم کی حیثیت سے میری بھیشہ کوشش رہتی ہے کہ آیت کریمہ ”وَ قُلْ رَبْ نَدْنِي عَلَّا“ کی تعمیل اس طرح کروں کہ روز مرہ کی سیاست میں گھبیت نہ لیا جاؤں، بلکہ پورے سکون کی حالت میں، علم کو علم کی خاطر ڈھونڈوں۔ مگر چلتی ہماری نہیں، بلکہ اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔

کیا عورت کسی مسجد میں نہ صرف نماز پڑھ سکتی، بلکہ وہاں امام بن کر نماز پڑھا بھی سکتی ہے یا نہیں؟ آج نہیں اب سے پارہ سال پہلے عزیز بہاولپور کی موقد جامدہ میں اس موضوع پر کچھ باتیں عرض کرنے کا موقع ملا تھا۔ بات نئی تھی مگر ایجاد بندہ نہ تھی، بلکہ حدیث و تاریخ اور سیرت النبی کی روشنی میں جواب دیا گیا تھا۔ لیکن تب وہ سیاسی نہیں بلکہ خالص علمی تلاش و تحقیق سمجھی گئی اور سکون سے سنی اور پڑھی گئی۔ ”خطبات بہاولپور“ جلد کتابی صورت میں چھپے، اب تک میرے علم میں اس کے چار ایڈیشن نکلے ہیں، اور اب ان کا انگریزی ترجمہ بھی کرایا جا رہا ہے۔ اس موضوع پر علمی بحثیں بھی چھپی ہیں لیکن میرے پاس وسائل نہیں کہ اپنے مانی الصیریہ اور اپنے جواب کو ہر وقت چھوپا بھی سکوں۔ تنقید کے جواب کو چھاپنا صحت کا اخلاقی فرضیہ ہے۔ لیکن حق الگ چیز ہے، اور اس کا تحقیق الگ چیز ہے۔ شیخۃ اللہ غالبۃ۔

اس اثناء میں بدقتی سے یہ مسئلہ سیاسی سابن گیا ہے، جو علمی نقطہ نظر سے افسوسناک بات ہے۔

میری ناچیز تحقیق میں، جیسا کہ آگے کچھ تفصیل آئیگی، عورت کا مسجد کا امام بننا جائز ہے۔ جو لوگ اس خیال سے متفق نہیں ہیں ان کا بیان اخباروں میں چھپی ہوئی خبروں کے مقابل یہ ہوا ہے کہ علماء کا ”تفقہ فیصلہ“ ہے کہ عورت کی امامت جائز نہیں۔ (روزنامہ جنگ، ۲۷ مئی ۱۹۹۲ء صفحہ ۱۲)۔ اگر اپنی یہ مددانی کا معرف، میں اپنی ”پرانی“ رائے پر تا حال قائم ہوں تو یہ علماء کرام کی توہین کے لئے نہ سمجھا جائے، بلکہ یہ کہ وہ اس حدیث سے استدلال کرنا ہے کہ ”اختلاف امتی رحمۃ“ مجھے اپنی ناچیز رائے پر اصرار نہیں ہے بلکہ اہل پاکستان سے صراحت کے ساتھ عرض کروں گا کہ وہ اپنے ملک کے وقیع علماء ہی کی بات مانیں۔ صرف اتنا ہو کہ بیانات کی تصریف نہ کی جائے۔ مثلاً روزنامہ جنگ کی مذکورہ خبر، اور اس سے ایک دن پہلے کی مہاشیخ بخاری میں مجھے ناچیز کی طرف یہ بیان بھی منسوب کیا گیا ہے کہ ”حضرت“ نے کسی عورت کی امامت میں نماز ادا کی تھی۔ یہ محض غلط بیانی اور اعتمام ہے۔ میں نے ایسا بھی بیان نہیں کیا اور علمی و تاریخی نقطہ نظر سے یہ غلط اور نامعقول بات ہے یہ بھی کہتا چلوں کہ میں تاریخ کا طالب علم نہیں رہا۔ اور تاریخ دانی کا مدعی بھی نہیں میں نہ مددان ہوں۔

حضرت ام ورقہ رضی اللہ عنہا

یہ عمد نبوی میں مدینہ منورہ کے قبائل انصار کی ایک ممتاز خاتون تھیں، اور ان قبائل رجیک افراد میں سے قیمیں جن کی خود قرآن مجید نے پر زور اور طویل تعریف کی ہے ”وَكَمْنَةٌ سُورَةٌ حَشْرٌ ۖ ۵۹“۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدینے کی اولین مسلمان عورتوں میں سے تھیں، اور حب رسول سے سرشار۔ کہا جاتا ہے کہ یہ قاری

یعنی حافظ قرآن بھی تھیں لیکن جیسے جیسے قرآن نازل ہوتا ہے اسے فوراً حفظ کر لیتی تھیں۔ ۲۴ کے غزہ بدر کے وقت وہ رسول اللہؐ کے ہاں حاضر ہوئیں اور اصرار کیا کہ انہیں فوج میں بھرتی کر لیا جائے رسول اللہؐ نے سمجھایا کہ یہ خطرناک معرکہ ہے۔ اس عاشقِ اسلام بی بی کا جواب یہ تھا "میں تو جنگ میں شہید ہی ہونا چاہتی ہوں" اس پر رسول اکرم نے فرمایا کہ تم ایک دن شہید ہی مروگی، لیکن موجودہ معرکہ میں تمہاری شرکت مناسب نہیں خادم رسول حضرت انسؓ کی والدہ وغیرہ وہاں متعدد عورتوں ایکیں تھیں کہ ان کو سورا پاہی کے بغیر چارہ نہیں۔ رسول اللہ ان عورتیں کے ہاں دلجوئی کے لئے اکثر بلکہ خاصی پابندی سے جایا کرتے تھے۔ ایسا نظر آتا ہے کہ حضور اکرم حضرت ام ورقةؓ کے ہاں ہر بفتہ جایا کرتے تھے اور بی بیؓ کی خیافت کو قبول فرمایا کرتے تھے۔ یقیناً "بد اہتا" بی بیؓ کی تعلیم و تربیت بھی ہوتی تھی اور بی بیؓ کی صلاحیتوں سے واقف ہونے کا موقع ملتا تھا۔ ان حالات میں حیرت نہ ہو کہ رسول اکرمؓ نے بی بیؓ کو ان کے محلے کی مسجد کا امام نامزد فرمادیا زیارت مفصلیں مذکور نہیں۔ ممکن ہے حضرت ام ورقةؓ نے مسجد خود بنائی ہو۔ یا یہ کہ انہیں ایک کشادہ مکان و راست میں ملا اور ان کی ذاتی ضرورتوں سے زیادہ تھا تو وفور ایمان میں اسے مسجد بنایا ہوا اور وہ صرف رہائشگاہ اور گھرنہ رہا، بلکہ پورے محلے یا قبیلے کے لئے نماز گاہ بن گیا۔ جب وہاں بیٹھ ونگ نمازیں پابندی سے ہونے لگیں تو مسجد کی ضرورت سے رسول اللہؐ نے وہاں ایک موزن بھی مقرر فرمادیا۔

اس قبیلے کے ایک راوی نے بعد کے زمانوں میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ میں نے اس موزن کو خود دیکھا ہے، وہ ایک معمر شخص تھے۔ صراحت تو نہیں ہے لیکن گماں ہوتا ہے کہ اس موزن کا معمر ہونا اس زمانے سے متعلق ہے جب حضرت ام ورقةؓ ہنوز زندہ تھیں اور یہ کہ رسول اللہؐ کا اس سے خشا یہ تھا کہ عورتوں کی مسجد کا موزن ہو تو مرد لیکن کوئی معمربوڑھا تاکہ اذان کے بعد وہ اسی مسجد میں جائے اور عورتوں کے ساتھ نماز پڑھئے تو زیادہ قیچ نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ موزن غلام نہ تھا بلکہ ایک آزاد مرد۔

مسجد کی نماز میں وہ موزن تنہا مرد ہی نہ ہوتا تھا۔ مورخ بیان کرتے ہیں کہ بی بیؓ کی ملکیت میں دو غلام تھے۔ وہ بھی نماز باجماعت میں یقیناً "شریک رہتے تھے۔ مزید برآں یہ بھی ممکن ہے کہ وقت "وقتاً" بی بیؓ کے بعض رشتہ دار اور ہم قبیلہ ان سے ملنے کے لئے آتے ہوں اور گفتگو کے دوران نماز کا وقت آجائے اور اذان بھی دے دی جائے تو وہ وہیں ٹھہرے رہتے ہوں اور جماعت میں شریک ہو کر بی بیؓ کی امامت میں نماز پڑھا کرتے ہوں۔ موزن اور امام غالباً صف اول میں ہوتے اور دیگر شریک نماز عورتیں ان کے پیچھے یہ ظاہر ہے کہ غلام اپنی ہی مالک عورت کا امام نہیں بن سکتا تھا بلکہ وہ عورت امام کا عمدہ بھی رکھتی ہو۔

ابھی بیان ہوا کہ بی بیؓ کی ملکیت میں ایک غلام اور ایک لوہڈی بھی تھی۔ بی بیؓ بہت محیر تھیں اور انہوں نے اپنے وفور ایمان میں ان دونوں کو کہ دیا تھا کہ فی الحال میری خدمت اور گھر کا کام کاج تو کرتے رہو لیکن جب میں مر جاؤں تو تم فوراً "خود بخود آزاد ہو جاؤ گے" جسے شرعی اصطلاح میں مدیر بنا کہتے ہیں۔ لیکن ان ناشکروں بد بخنوں کو قبل از وقت آزادی کا شوق ہوا تو انہوں نے ایک دن بی بیؓ کو قتل کر ڈالا اور فرار ہو گئے۔ یہ حضرت عمر کی خلافت کا زمانہ تھا۔ پولیس نے آسانی سے ان کو گرفتار کر لیا اور انہیں مستحق سزا نے موت بھی ملی اور "منا" رسول اللہؐ مسکی حضرت ام ورقةؓ کو کسی ہوئی پیشگوئی بھی پوری ہو گئی کہ "تم ایک روز شہید ہی مروگی"۔

حضرت ام ورقہ کا قصہ حدیث کی متعدد کتابوں میں یہ سنن الی داد و صحاح سنت کملانے والی حدیث کی مندرجہ ترین کتابوں میں سے ایک ہے وہاں اس کا ذکر آیا تو اس کا عنوان ہی یہ دیا گیا ہے "باب امامہ النساء" عہد نبوی میں ایسی مزید مثالیں نہیں ملتیں۔ گویا اس کا جواز بتانے کیلئے رسول اکرمؐ نے ایک مرتبہ فرمایا دوسرے الفاظ میں ضرورت پر ہم ایسا کر سکیں۔ یہ ضرورت وہ ناپندریدہ ہی سمجھا جائے گا۔ ایک ضمنی بات شاید یہ بڑھائی جاسکتی ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہؓ بھی عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔ غالباً یہ اس وقت ہوتا ہو گا جب رسول اکرمؐ کسی غزوے پر باہر سفر پر گئے ہوں اور حضرت عائشہؓ مدینے میں رہ گئی ہوں اور اپنی سیلیوں کے ساتھ نماز بجماعت اپنے کمرے ہی میں پڑھ لیا کرتی ہوں۔

توجیہات

جب خطبات بہادرپور میں میرا بیان حضرت ام ورقہؓ کی امامت کے متعلق پڑھا گیا تو جن لوگوں کو وہ بات پسند نہ تھی، ان میں سے بعض نے بے سوچ سمجھے فوراً یہ تردیدی بیان شائع کیا کہ بی بی اپنے اہل بیت کی امامت کرتی تھیں میں نے یہ جواب شائع کیا ہے کہ متعلقہ حدیث میں "اہل" "نہیں ہے" "اہل" "وارہا"۔ اور دار سے مراد محلہ یا کالوںی ہے اور عجلت میں ان اہل علم نے اس پر بھی توجہ نہ کی کہ بی بی کا ایک غلام بھی گھر میں بہتا تھا علی نقطہ نظر سے مسئلہ اہم ہے اب تک جو اختلافی بیان چھپے ہیں وہ ناکافی نظر آتے ہیں۔ ضرورت ہے کہ حضرت ام ورقہؓ کی ایک مفصل تر سوانح عمری تیار کر کے شائع کی جائے جس میں سارے متعلقہ مباحث ہوں و اللہ المستعان

ماہنا الشرعیہ اور شاہ ولی اللہ یونیورسٹی

گذشتہ شما و میں ماہنامہ الشرعیتے کو شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کے باقاعدہ آرگریڈ کی حیثیت دینے کا اعلان کیا گیا تھا لیکن بعض امور پراتفاق راتے نہ ہونے کے باعث اس پرمنسلہ آمد مشکل ہو گیا ہے۔ اس یہ "الشرعیتے" حسب سابق الشرعیہ اکیڈمیکی گوجر اوزار کے زیر استہماں شائع ہوا کرے گا۔ البتہ پہلے کی طرح شاہ ولی اللہ یونیورسٹی کی غیر مشروط اور بے لوث خدمت جاری رہے گی۔ انشاء اللہ العزیز (راد) ۹